



وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ



اور اللہ نہیں چاہتا ہے کسی اتراتے بڑائی مارتے کو۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماد الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

الْحَدِيدَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعارف سورت:

ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سے پہلے ان سورتوں کو پڑھتے تھے جن کا شروع سبوح یا سیح ہے اور فرماتے تھے:

إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ

ان میں ایک آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے۔

جس آیت کی فضیلت اس حدیث میں بیان ہوئی ہے غالباً وہ آیت یہ ہے:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اللہ کی تسبیح:

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...

آسمانوں اور زمین میں جو ہے سب اللہ کی تسبیح کر رہا ہے

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ کائنات کے تمام حیوانات سب نباتات اس کی پاکی بیان کرتے ہیں جیسے اور جگہ فرمایا:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (17:44)

ساتوں آسمان اور زمینیں اور ان کی مخلوق اور ہر چیز اس کی ستائش کرنے میں مشغول ہے گو تم ان کی تسبیح نہ سمجھ سکو۔
اللہ حلیم و غفور ہے۔

... وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۱)

وہ زبردست با حکمت ہے۔

اسکے سامنے ہر کوئی پست و عاجز و لاچار ہے۔ اسکی مقرر کردہ شریعت اور اسکے احکام حکمت سے پر ہیں۔

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے

... يُحْيِي وَيُمِيتُ ...

وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲)

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حقیقی بادشاہ جس کی ملکیت میں آسمان و زمین ہیں وہی ہے۔ خلق میں متصرف وہی ہے زندگی موت اسی کے قبضے میں ہے۔ وہی فنا کرتا ہے وہی پیدا کرتا ہے جسے جو چاہے عنایت فرماتا ہے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے جو نہ چاہے نہیں ہو سکتا۔

اللہ اول اور آخر ہے:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ ...

وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے

... وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ...

وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۳)

اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

آیت **ہو الاول** وہ آیت ہے جس کی بابت اوپر کی حدیث میں گزرا کہ ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو زینبؓ حضرت ابن عباسؓ سے کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک کھٹکا ہے لیکن زبان پر لانے کو جی نہیں چاہتا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے مسک کر فرمایا شاید کچھ شک ہوگا جس سے کوئی نہیں پچا یہاں تک کہ قرآن میں ہے:

فَإِنْ كُنْتَ فِي شكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يُقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ (10:94)

اگر تو جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اس میں شک میں ہو تو تجھ سے پہلے جو کتاب پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لے۔

پھر فرمایا جب تمہارے دل میں کوئی شک ہو تو اس آیت کو پڑھ لیا کر:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس آیت کی تفسیر میں دس سے اوپر اوتوال ہیں۔

بخاری فرماتے ہیں یحییٰ کا قول ہے کہ ظاہر و باطن سے مراد از روئے علم کے ہر چیز پر ظاہر اور پوشیدہ ہونا ہے۔

سوتے وقت کی ایک دعا:

مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے وقت یہ دعا پڑھا کرتے:

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، مُنْزِلَ

التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ

كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ،

اے اللہ ساتوں آسمانوں کے اور عرش عظیم کے رب اے ہمارے اور ہر چیز کے رب اے تورات و انجیل

کے اتارنے والے اے دانوں اور گھلیوں کو لگانے والے تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں میں تیری پناہ

میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے کہ اسکی چوٹی تیرے ہاتھ ہے

أَنْتَ الْأَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ،

تو اول ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا

وَأَنْتَ الْآخِرُ لَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ،
 تو ہی آخر ہے کہ تیرے بعد کچھ نہیں
 وَأَنْتَ الظَّاهِرُ لَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ،
 تو ظاہر ہے کہ تجھ سے اونچی کوئی چیز نہیں
 وَأَنْتَ الْبَاطِنُ لَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ.
 تو باطن ہے کہ تجھ سے چھپی کوئی چیز نہیں
 اقض عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ
 ہمارے قرض ادا کرادے اور ہمیں فقیری سے غنا دے۔

ابو یعلیٰ میں ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں:
 حضور کے حکم سے آپ کا بستہ قبلہ رخ بچھایا جاتا۔ آپ آ کر اپنے داہنے ہاتھ پر تکیہ لگا کر آرام فرماتے پھر آہستہ آہستہ
 کچھ پڑھتے رہتے لیکن آخر رات میں آواز بلند یہ دعا پڑھتے جو اوپر بیان ہوئی۔

آسمان اور زمین کی پیدائش چھ دن میں:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ...
 وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر بیٹھا

اللہ تعالیٰ کا زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا اور عرش پر قرار پکڑنا سورہ اعراف کی تفسیر میں پوری طرح بیان ہو چکا ہے۔
 اس لیے یہاں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا
 يَعْرُجُ فِيهَا...

وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے اور جو آسمان سے نیچے
 آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے

اسے بخوبی علم ہے کہ کس قدر بوندیں بارش کی زمین میں گئیں کتنے دانے زمین میں پڑے اور کیا چارے پیدا ہوئے کس
 قدر کھیتیاں ہوئیں کتنے ہی پھل کھلے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْفُطُ مِنْ رَاقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظِلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (6:59)

غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں جنہیں بجز اس کے اور کوئی جانتا ہی نہیں۔ وہ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا عالم ہے۔ کسی پتے کا گرنا بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ زمین کی اندھیریوں میں پوشیدہ دانہ اور کوئی ترو خشک چیز ایسی نہیں جو کھلی کتاب میں موجود نہ ہو۔

اسی طرح آسمان سے نازل ہونے والی بارش ازلے اور برف اور تقدیریں اور احکام جو بذریعہ برتر فرشتوں کے نازل ہوتے ہیں سب اس کے علم میں ہیں۔ سورۃ بقرہ کی تفسیر میں یہ گزر چکا ہے کہ اللہ کے مقرر کردہ فرشتے بارش کے ایک ایک قطرے کو اللہ کی بتلائی ہوئی جگہ میں پہنچا دیتے ہیں۔

آسمان سے اترنے والے فرشتے اور اعمال بھی اس کے وسیع علم میں ہیں جیسے صحیح حدیث میں ہے:

يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ اللَّيْلِ

رات کے اعمال دن سے پہلے اور دن کے اعمال رات سے پہلے اس کی جناب میں پیش کر دیے جاتے ہیں۔

... وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ...

جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے

وہ تمہارے ساتھ ہے یعنی تمہارا نگہبان ہے۔

... وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۴)

اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔

تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے جیسے بھی ہوں جو بھی ہوں اور تم بھی خواہ خشکی میں خواہ تری میں ہو راتیں ہوں یا دن ہوں تم گھر میں ہو یا جنگل میں ہو ہر حالت میں اس کے علم کے لیے یکساں ہر وقت اسکی نگاہیں اور اسکا سنن تمہارے ساتھ ہے۔ تمہارے کلمات وہ سنتا رہتا ہے تمہارا حال وہ دیکھتا رہتا ہے۔ تمہارے چہرے کھلے کا اسے علم ہے۔

جیسے فرمایا ہے:

أَلَا إِنَّهُمْ يَبْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَعْشُونَ نَجَاتَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (11:5)

یا درکھو وہ لوگ دہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو تاکہ اپنی باتیں اللہ سے چھپا سکیں یا درکھو کہ وہ لوگ جس وقت اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر باتیں کرتے ہیں۔ بالیقین وہ دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔

یعنی اس سے جو چھپنا چاہے اس کا وہ فعل فضول ہے۔ بھلا ظاہر باطن بلکہ دلوں کے ارادے تک سے واقفیت رکھنے والے سے کوئی کیسے چھپ سکتا ہے۔
اور آیت میں ہے:

سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (13:10)

تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور یا آواز بلند کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو سب اللہ پر برابر یکساں ہیں۔

یعنی پوشیدہ باتیں ظاہر باتیں راتوں کو دن کو جو بھی ہوں سب اس پر روشن ہیں۔ سچ ہے وہی رب ہے وہی معبود برحق ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے جس نے تین کام کر لیے اس نے ایمان کا مزہ اٹھالیا:

• اللہ ایک کی عبادت کی

• اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہنسی خوشی راضی رضا مندی سے ادا کی۔

جانور اگر زکوٰۃ میں دینے میں تو بوڑھے بیکار و بے پستکے اور بیمار نہ دینے بلکہ درمیانہ راہ اللہ میں دیا۔

• اور اپنے نفس کو پاک کیا۔

اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور! نفس کو پاک کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

اس بات کو دل میں محسوس کرے اور یقین اور عقیدہ رکھے کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ ابو نعیم

اور حدیث میں ہے:

افضل ایمان یہ ہے کہ تو جان رکھے کہ تو جہاں کہیں ہے اللہ تیرے ساتھ ہے۔ نعیم بن حماد

حضرت امام احمدؒ اکثر ان دو شعروں کو پڑھتے رہتے تھے:

جب تو بالکل تنہائی اور خلوت میں ہو اس وقت بھی یہ نہ کہہ کہ میں اکیلا ہی ہوں بلکہ کہتا رہ کہ تجھ پر ایک نگہبان

ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔

کسی ساعت اللہ تعالیٰ کو بے خبر نہ سمجھ اور مخفی سے مخفی کام کو اس پر مخفی نہ مان۔

لَهُ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا اور آخرت کا مالک وہی ہے جیسے اور آیت میں ہے:

وَإِنَّ لَنَا لِلْآخِرَةِ وَالْأُولَى (92:13)

دنیا اور آخرت کی ملکیت ہماری ہی ہے۔

اسکی تعریف اس بادشاہت پر بھی کرنی ہمارا فرض ہے۔

فرماتا ہے:

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ (28:70)
وہی معبودِ برحق ہے اور وہی سزاوار حمد و ثنا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اور آیت میں ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ
الْخَبِيرُ (34:1)

اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس کی ملکیت میں آسمان و زمین کی تمام چیزیں ہیں اور اسی کی حمد ہے آخرت میں اور وہ دانائے اور خبردار ہے۔

پس ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے اسکی بادشاہت میں ہے۔ ساری آسمان و زمین کی مخلوق اسکی غلام اور اسکی خدمت گزار اور اسکے سامنے پست ہے۔

جیسے فرمایا:

إِن كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا
لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (95-19:93)

آسمان و زمین کی کل مخلوق رُحْمٰن کے سامنے غلامی کی حیثیت میں پیش ہونے والی ہے ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے۔

... وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ (۵)

اور تمام کام اسی کی طرف پہنچائے جاتے ہیں۔

اسی کی طرف تمام امور لوٹائے جاتے ہیں

اپنی مخلوق میں جو چاہے حکم دیتا ہے وہ عادل ہے ظلم نہیں کرتا بلکہ ایک نیکی کو دس گنا بڑھا دیتا ہے اور پھر

وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا (4:40)

اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتا ہے۔

ارشاد ہے:

وَتَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُخْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

أَثْنَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (21:47)

قیامت کے روز ہم عدل کی ترازو رکھیں گے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا رانی کے برابر کا عمل بھی ہم سامنے لا رکھیں گے اور ہم حساب کرنے اور لینے میں کافی ہیں۔

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ...

وہی رات کو دن میں لے جاتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خلق میں تصرف بھی اسی کا چلتا ہے دن رات کی گردش بھی اسی کے ہاتھ ہے۔ اپنی حکمت سے گھلاتا بڑھاتا ہے۔ کبھی کے دن لمبے کبھی کی راتیں اور کبھی دونوں یکساں۔ کبھی جاڑا، کبھی گرمی۔ کبھی بارش کبھی بہار کبھی خزاں۔ اور یہ سب بندوں کی خیر خواہی اور انکی مصلحت کے لحاظ سے ہے۔

... وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (٦)

سینے کے اندر کی پوشیدگیوں کا وہ پورا عالم ہے۔

وہ دلوں کی چھوٹی سے چھوٹی باتوں اور دور کے پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہے۔

اللہ اور رسولؐ پر ایمان لاؤ:

آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ ...

اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے

تمہیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اوپر اور اپنے رسولؐ کے اوپر ایمان لانے اور اس پر مضبوطی اور پختگی کے ساتھ جم کر رہنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اپنی راہ میں خیرات کرنے کی رغبت دلاتا ہے جو مال ہاتھوں ہاتھ تمہیں اس نے پہنچایا ہو تم اس کی اطاعت گزاری میں اسے خرچ کرو۔ اور سمجھ لو کہ جس طرح دوسرے ہاتھوں سے تمہیں ملا ہے اسی طرح عنقریب تمہارے ہاتھوں سے دوسرے ہاتھوں میں چلا جائے گا اور تم پر حساب اور عتاب رہ جائے گا۔

اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تیرے بعد تیرا وارث ممکن ہے کہ نیک ہو اور وہ تیرے ترکے کو میری راہ میں خرچ کر کے مجھ سے بہت نزدیکی حاصل کرے۔ اور ممکن ہے کہ وہ بد ہو اور اپنی بد مست و رسیا و کاری میں تیرا پہنچایا ہوا فٹا کر دے اور اسکی بدیوں کا وارث تو بنے نہ تو چھوڑتا نہ وہ اڑاتا۔

حضورؐ مما جعلكم مشتهلین فیہ پڑھ کر فرمانے لگے:

يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي، وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَيْسَتْ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ؟

وَمَا سِوَى ذَلِكَ، فَذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ

انسان کو کبتا رہتا ہے یہ بھی میرا مال ہے یہ بھی میرا مال ہے حالانکہ دراصل انسان کا مال وہ ہے جو کھا لیا پہن لیا صدقہ کر دیا۔ کھایا ہوا فنا ہو گیا پہنا ہوا پرانا ہو کر برباد ہو گیا ہاں راہ اللہ دیا ہوا بطور خزانہ کے جمع رہا۔ اور جو رہ گیا وہ تو اوروں کا مال ہے تو تو اسے جمع کر کر کے چھوڑ جانے والا ہے۔ مسلم

... فَأَلْذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ (۷)

پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیراتیں کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

پھر ان ہی دونوں باتوں کی ترغیب دلاتا ہے اور بہت بڑے اجر کا وعدہ دیتا ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَأ تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ يَدْعُوْكُمْ لِتُوْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ ...

تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت

دے رہا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں ایمان سے کونسی چیز روکتی ہے؟ رسول اللہ تم میں موجود ہیں وہ تمہیں ایمان کی طرف بلا رہے ہیں
دلیلیں دے رہے اور معجزے دکھا رہے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے پوچھا:

أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَعْجَبُ إِلَيْكُمْ إِيْمَانًا؟

سب سے زیادہ اچھے ایمان والے تمہارے نزدیک کون ہیں؟

کہا فرشتے۔ فرمایا:

وَمَا لَهُمْ لَأ يُوْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟

وہ تو اللہ کے پاس ہی ہیں پھر ایمان کیوں نہ لاتے؟

کہا پھر انبیاء۔ فرمایا:

وَمَا لَهُمْ لَأ يُوْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ؟

ان پر تو وحی اور کلام اللہ اترتا ہے وہ کیسے ایمان نہ لاتے؟

کہا پھر ہم۔ فرمایا:

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ وَأَنَا بَيْنَ أَعْيُنِكُمْ؟

وہ تم ایمان سے کیسے رک سکتے تھے میں تم میں زندہ ہوں۔ سنو!

وَلَكِنْ أَعْجَبُ الْمُؤْمِنِينَ إِيْمَانًا، قَوْمٌ يَجِئُونَ بَعْدَكُمْ، يَجِدُونَ صُحُفًا يُؤْمِنُونَ بِمَا فِيهَا

بہترین اور عجیب تر ایماندار وہ لوگ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے۔ صحیفوں میں لکھا دیکھیں گے اور ایمان قبول کریں گے۔

... وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۸)

اور اگر تمہیں یقین ہو تو وہ تم سے مضبوط عہدہ بیان بھی لے چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ اب انہیں روزِ بیثاق کا قول قرار یاد دلاتا ہے جیسے اور آیت میں ہے:

وَادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (5:7)

تم پر رب کی جو نعمتیں نازل ہوئی ہیں انہیں یاد رکھو اور اس کے عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ ہوا ہے جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا۔

اس سے مراد رسول اللہ سے بیعت کرنا ہے۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں مراد وہ بیثاق ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں ان سے لیا گیا تھا۔

مجاہد کا بھی یہی مذہب ہے واللہ اعلم۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ...

وہ ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیریوں سے نور کی طرف لے جائے

وہ اللہ جو اپنے بندے پر روشن حجتیں اور بہترین دلائل اور عمدہ تر آیتیں نازل فرماتا ہے تاکہ ظلم و جہل کی گھٹنگھور گھٹناؤں اور رائے قیاس کی بدترین اندھیریوں سے تمہیں نکال کر نورانی اور روشن صاف اور سیدھی راہ حق پر لاکھڑا کر دے۔

... وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لِرؤُوفٌ رَّحِيمٌ (۹)

یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ رؤوف ہے ساتھ ہی رحیم ہے۔

یہ اسکا سلوک اور کرم ہے کہ لوگوں کی رہنمائی کے لیے کتابیں اتاریں رسول بھیجے شک شبہات دور کر دینے ہدایت کی وضاحت کر دی۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ...

تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟

... وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...

اور اصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک تجا اللہ ہی ہے۔

ایمان اور خیرات کا حکم کر کے پھر ایمان کی رغبت دلا کر اور یہ بیان فرما کر کہ ایمان نہ لانے کا اب کوئی عذر میں نے باقی نہیں رکھا پھر صدقات کی رغبت دلائی اور فرمایا میری راہ میں خرچ کرو اور فقیری سے نہ ڈرو اس لیے کہ جس کی راہ میں تم خرچ کر رہے ہو وہ زمین و آسمان کے خزانوں کا تجا مالک ہے۔ عرش و کرسی اسی کی ہے اور وہ تم سے اس خیرات کے بدلے کا وعدہ کر چکا ہے۔ فرماتا ہے:

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (34:39)

جو کچھ تم راہ اللہ دو گے اسکا بہترین بدلہ وہ تمہیں دے گا اور روزی رساں درحقیقت وہی ہے۔

اور فرماتا ہے:

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ (16:96)

یہ فانی مال تم خرچ کرو گے وہ اپنے پاس کا بیگنی والا مال تمہیں دے گا۔

توکل والے خرچ کرتے رہتے ہیں اور مالک عرش انہیں تنگی ترشی سے محفوظ رکھتا ہے۔ انہیں اس بات کا اعتماد ہوتا ہے کہ ہمارے فی سبیل اللہ خرچ کردہ مال کا بدلہ دونوں جہان میں ہمیں قطعاً مل کر رہے گا۔

فضائل صحابہ:

...لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلَ ...

تم لوگوں نے فتح سے پہلے راہ اللہ دیا ہے اور جہاد کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں

اس امر کا بیان ہو رہا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے راہ اللہ خرچ کیے اور جہاد کیے اور جن لوگوں نے یہ نہیں کیا، کو بعد فتح مکہ کیا ہو یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اس وجہ سے بھی کہ اس وقت تنگی ترشی زیادہ تھی اور قوت طاقت کم تھی اور اس لیے بھی کہ اس وقت ایمان وہی قبول کرتا تھا جس کا دل ہر میل کچیل سے پاک ہوتا تھا۔

فتح مکہ کے بعد تو اسلام کو کھلا غلبہ ملا اور مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور فتوحات کی وسعت ہوئی اور ساتھ ہی مال بھی نظر آنے لگا۔ پس اس وقت اور اس وقت میں جتنا فرق ہے اتنا ہی ان لوگوں اور ان لوگوں کے اجر میں فرق ہے۔ انہیں بہت بڑے اجر ملیں گے۔ کو دونوں اصل بھلائی اور اصل اجر میں شریک ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے:

لَا تَسْتَبُوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مَدُّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ
میرے صحابہ کو برا نہ کہو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے
تو بھی اگلے تین پاؤ اناج کے ثواب کو نہیں پہنچے گا بلکہ ڈیڑھ پاؤ کو بھی نہ پہنچے گا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں خارجیوں کے ذکر میں ہے کہ تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے
مقابلہ میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ پر حقیر اور کمتر شمار کرو گے وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس
طرح تیر شکار سے۔

ابن جریر میں ہے عنقریب ایک قوم آئے گی کہ تم اپنے اعمال کو کمتر سمجھنے لگو گے جب ان کے اعمال کے سامنے رکھو گے۔

صحابہ نے پوچھا کیا وہ قریشیوں میں سے ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا نہیں وہ سادہ مزاج نرم دل یہاں آنے والے ہیں اور آپؐ نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پھر
آپؐ نے فرمایا وہ یمنی لوگ ہیں ایمان تو یمن والوں کا ایمان ہے اور حکمت یمن والوں کی حکمت ہے۔

ہم نے پوچھا کیا وہ ہم سے افضل ہوں گے؟

فرمایا اسکی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کے پاس سونے کا پہاڑ ہو اور اسے وہ راہ اللہ سے
ڈالے تو بھی تمہارے ایک مدیا آدھے مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر آپؐ نے اپنی اور انگلیاں تو بند کر لیں اور اپنی چھنگلیاں کو
دراز کر کے فرمایا خبردار رہو یہ ہے فرق ہم میں اور دوسرے لوگوں میں۔ پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

سب صحابہ عظیم ہیں:

... أَوْلَيْكَ أَكْبَرُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ
الْحُسْنَى ...

بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کے کیے

ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے یعنی فتح مکہ سے پہلے اور اسکے بعد بھی جس نے جو کچھ
راہ اللہ دیا ہے اس کا اجر وہ پائے گا۔ یہاں بات ہے کہ کسی کو بہت زیادہ دیا جائے کسی کو اس سے کم۔ جیسے اور جگہ ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ

الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا (4:95)

اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے پیٹھ رہنے والے برابر نہیں۔ اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو پیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے۔ اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے، لیکن مجاہدین کو پیٹھ رہنے والوں پر بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔

مجاہد اور غیر مجاہد جو عذر والے بھی نہ ہوں درجے میں برابر نہیں کو بھلے وعدے میں دونوں شامل ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے:

المؤمنُ القويُّ خيرٌ وأحبُّ إلى الله من المؤمن الضعيفِ، وفي كلِّ خيرٍ

قوي مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف مومن سے افضل ہے لیکن بھلائی دونوں میں ہے۔

اگر یہ فقرہ اس آیت میں نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ کسی کو ان بعد والوں کی سبکی کا خیال گزرتا اس لیے فضیلت بیان فرما کر پھر عطف ڈال کر اصل اجر میں دونوں کو شریک بتایا۔

... وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (۱۰)

جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے تمام اعمال کی تمہارے رب کو خبر ہے وہ درجات میں جو فرق رکھتا ہے وہ بھی انداز سے نہیں بلکہ صحیح علم سے۔

حدیث شریف میں ہے:

سَبَقَ دَرَهُمْ مِائَةَ أَلْفِ

ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس آیت کے بڑے حصے دار حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ اس لیے کہ اس پر عمل کرنے والے تمام نبیوں کی امت کے سردار آپ ہیں۔ آپ نے ابتدائی تنگی کے وقت اپنا کل مال راہ اللہ دے دیا تھا جس کا بدلہ بجز اللہ کے کسی اور سے مطلوب نہ تھا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں دربار رسالت مآب میں تھا اور حضرت ابو بکر صدیق اکبرؓ بھی تھے صرف ایک عبا آپ کے جسم پر تھی گر بیان کا نئے سے انکائے ہوئے تھے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور پوچھا کیا بات ہے جو حضرت ابو بکر نے فقہاء ایک عبا پہن رکھی ہے اور کاشا لگا رکھا ہے؟

حضورؐ نے فرمایا انہوں نے اپنا کل مال میرے کاموں میں فسخ سے پہلے ہی راہ اللہ خرچ کر ڈالا ہے اب ان کے پاس کچھ نہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ان سے کہو کہ اللہ انہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا اس فقیری میں تم مجھ سے خوش ہو یا ناخوش ہو؟

آپؐ نے حضرت صدیقؓ کو یہ سب کہہ کر سوال کیا۔ جواب ملا کہ میں اپنے رب عزوجل سے ناراض کیسے ہو سکتا ہوں میں اس حال میں بہت خوش ہوں۔
یہ حدیث سنداً ضعیف ہے واللہ اعلم

اللہ صدقات کو بڑھاتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ...

کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرنا ہے۔

...فِيضَاعِفَهُ لَهُ وَكَهْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (۱۱)

پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے لیے بڑھاتا چلا جائے اور اس کا پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے۔

پھر اس وعدہ پر فرماتا ہے کہ اسے بہت بڑھا چڑھا کر بدلہ ملے گا اور پاکیزہ تر روزی جنت میں ملے گی۔

اس آیت کو سن کر حضرت ابو دحداح انصاریؓ حضورؐ کے پاس آئے اور کہا کیا ہمارا رب ہم سے قرض مانگتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ہاں۔

کہا ذرا اپنا ہاتھ تو دیکھئے۔ آپؐ نے ہاتھ بڑھایا تو آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا میرا باغ جس میں کھجور کے چھ سو درخت ہیں وہ میں نے اپنے رب کو دیا۔

آپ کے بیوی بچے بھی اس باغ میں تھے۔ آپ آئے اور باغ کے دروازے پر کھڑے رہ کر اپنی بیوی صاحبہ کو آواز دی وہ لپک کہتی ہوئی آئیں تو فرمانے لگے بچوں کو لے کر چلی آؤ میں نے یہ باغ اپنے رب عزوجل کو قرض دے دیا ہے۔ وہ خوش ہو کر کہنے لگیں آپ نے بہت نفع کی تجارت کی۔ اور بال بچوں کو اور گھر کے اثاثے کو لے کر باہر چلی آئیں۔ حضورؐ فرمانے لگے:

رَبُّ نَخْلَةٍ مُدَلَّاةٍ، عُرُوفُهَا ذُرٌّ وَيَأْفُوتُ، لِأَبِي الدُّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ

جنتی درخت وہاں کے باغات جو میوؤں سے لدے ہوئے اور جنگلی شائیں یا قوت اور موتی کی ہیں ابو دحداح کو اللہ نے دے دیں۔

روز قیامت مومن مرد اور عورتوں کی حالت:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ...
قیامت کے دن تو دیکھے گا کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا نور انکے آگے آگے اور انکے
دائیں دوڑ رہا ہوگا

... بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا...
آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے

... ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۱۲)

یہ ہے بہترین کامیابی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کے نیک اعمال کے مطابق انہیں نور ملے گا جو قیامت کے دن انکے ساتھ ساتھ رہے گا۔
حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ان میں بعض کا نور پہاڑوں کے برابر ہوگا اور بعض کا کھجور کے درختوں برابر اور
بعض کا کھڑے انسان کے قد کے برابر۔ سب سے کم نور جس گنہگار مومن کا ہوگا اس کے پیر کے انگوٹھے پر نور ہوگا جو کبھی
روشن ہوتا ہوگا اور کبھی بجھ جاتا ہوگا۔ ابن جریر

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے بعض مومن ایسے بھی ہوں گے جن کا نور اس قدر ہوگا
جس قدر مدینہ سے عدن یا ائین یا صنعاء دور ہے۔ بعض اس سے کم یہاں تک کہ بعض وہ بھی ہوں گے جن کے نور صرف
ان کے دونوں قدموں کے پاس ہی اجالا ہوگا۔

روز قیامت مومنوں کے لیے نور:

حضرت سحاک فرماتے ہیں اول اول تو ہر شخص کو نور عطا ہوگا لیکن جب پل صراط پر جائیں گے منافقوں کا نور بجھ جائے گا۔
اسے دیکھ کر مومن بھی ڈرنے لگیں گے کہ ایسا نہ ہو ہمارا نور بھی بجھ جائے۔ تو اللہ سے دعا کریں گے کہ اے اللہ! ہمارا نور
ہمارے لیے پورا پورا کر۔

حضرت حسن فرماتے ہیں اس آیت سے مراد پل صراط پر نور کا ملنا ہے تاکہ اس اندھیری جگہ سے بارام گزر جائیں۔

رسول مقبول فرماتے ہیں سب سے پہلے سجدے کی اجازت قیامت کے دن مجھے دی جائے گی اور اس طرح سب سے پہلے
سجدے سے سزا اٹھانے کا حکم بھی مجھے ہوگا۔ میں آگے پیچھے دائیں بائیں نظریں ڈالوں گا اور اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ تو
ایک شخص نے کہا حضور! حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک کی تمام امتیں اس میدان میں اکٹھی ہوں گی
ان میں سے آپ اپنی امت کی شناخت کیسے کریں گے؟

آپ نے فرمایا بعض مخصوص نشانوں کی وجہ سے میری امت کے اعضاء وضو چمک رہے ہوں گے یہ وصف کسی اور امت میں نہ ہوگا اور انہیں ان کے نامہ اعمال انکے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے اور ان کا نور انکے آگے آگے چلتا ہوگا اور ان کی اولاد ان کے ساتھ ہوگی۔

حضور کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو انکی پردہ پوشی کے لیے ان کے ناموں سے پکارا جائے گا لیکن پل صراط پر تمیز ہو جائے گی مومنوں کو نور ملے گا اور منافقوں کو بھی ملے گا لیکن جب درمیان میں پہنچ جائیں گے منافقوں کا نور بجھ جائے گا۔ یہ مومنوں کو آوازیں دیں گے لیکن اس وقت خود مومن خوف زدہ ہو رہے ہوں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ ہر ایک آپادھانی میں ہوگا۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ ...
اس دن منافق مرد و عورت ایمانداروں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں۔

... قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا...

جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو

... فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ ...

پھر ان کے اور انکے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا۔

... بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (۱۳)

اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

جس دیوار کا یہاں ذکر ہے یہ جنت دوزخ کے درمیان حد فاصل ہوگی۔ اسکا ذکر آیت **وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ (7:46)** میں ہے۔ پس جنت میں رحمت اور جہنم میں عذاب۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ دیوار قیامت کے دن مومنوں اور منافقوں کے درمیان علیحدگی کے لیے کھڑی کی جائے گی۔ مومن تو اس دروازے میں سے جا کر جنت میں پہنچ جائیں گے پھر دروازہ بند ہو جائے گا اور منافق حیرت زدہ ظلمت و عذاب میں رہ جائیں گے۔ جیسے کہ دنیا میں بھی یہ لوگ کفر و جہالت، شک و حیرت کی اندھیروں میں تھے۔

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ...

یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟

اب یہ یاد دلائیں گے کہ دیکھو دنیا میں ہم تمہارے ساتھ تھے جمہ جماعت ادا کرتے تھے عرفات اور غزوات میں موجود رہتے تھے و اجبات ادا کرتے تھے۔

... قَالُوا بَلَىٰ وَلَكُمْ فِتْنَةٌ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبُّنُمْ ...

یہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنی تئیں گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک و شبہ کرتے رہے

ایماندار کہیں گے ہاں بات تو ٹھیک ہے لیکن اپنے کروت تو دیکھو گناہوں میں نفسانی خواہشوں میں اللہ کی نافرمانیوں میں عمر بھر تم لذتیں اٹھاتے رہے آج تو پتہ کر لیں گے کل بد اعمالیاں چھوڑ دیں گے اسی میں رہے انتظار میں ہی عمر گزار دی کہ دیکھیں مسلمانوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

... وَعَرَّتْكُمْ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَعَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْعُرُورُ (۱۴)

اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پھنچا اور تمہیں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔

اور تمہیں یہ بھی یقین نہ ہوا کہ قیامت آئے گی یا نہیں؟ اور پھر اس آرزو میں رہے کہ اگر آئے گی بھی تو ہم ضرور بخش دیئے جائیں گے اور مرتے دم تک اللہ کی طرف خلوص کے ساتھ جھکنے کی توفیق تمہیں میسر نہ آئی۔ اور اللہ کے ساتھ تمہیں دھوکے باز شیطان نے دھوکے میں ہی رکھا۔ یہاں تک کہ آج تم جہنم واصل ہو گئے۔

مطلب یہ ہے کہ جسموں سے تو تم ہمارے ساتھ تھے لیکن دل اور نیت سے ہمارے ساتھ نہ تھے بلکہ حیرت و شک میں ہی پڑے رہے ریاکاری میں رہ اور دل لگا کر اللہ کی یاد کرنی بھی تمہیں نصیب نہ ہوئی۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ منافق مومنوں کے ساتھ تھے نکاح بیاہ مجلس مجمع موت و زیت میں شریک رہے لیکن اب یہاں بالکل الگ کر دیئے گئے۔

سورہ مدثر کی آیتوں میں ہے کہ مسلمان مجرموں سے انہیں جہنم دیکھ کر پوچھیں گے کہ آخر یہاں تم کیسے پھنس گئے؟ اور وہ اپنے بد اعمال گنوائیں گے۔ تو یاد رہے کہ یہ سوال صرف ذانت ذپت کے اور انہیں شرمندہ کرنے کے لیے ہوگا۔ ورنہ حقیقت حال سے مسلمان خوب آگاہ ہوں گے۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ...

آج تم سے نہ فدیہ اور بدلہ قبول کیا جائے اور نہ کافروں سے

... مَاوَأَكُمُ النَّارُ هِيَ مَوَأَكُمُ ...

تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے

... وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (۱۵)

اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

پھر جیسے وہاں فرمایا تھا کہ کسی کی سفارش سے نفع نہ دے گی یہاں فرمایا آج ان سے فدیہ نہ لیا جائے گا کو زمین بھر کر سونا دیں قبول نہ کیا جائے گا نہ منافقوں سے نہ کافروں سے۔ ان کا مرجع ومویٰ جہنم ہے وہی انکے لائق ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بدترین جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ڈر:

الْمَ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ...

کیا اب تک ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے پگھل جائیں

پروردگار عالم فرماتا ہے کیا مومنوں کے لیے اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر الہی و عظم و نصیحت آیات قرآنی اور احادیث نبوی سن کر ان کے دل موم ہو جائیں۔ سنیں اور مانیں احکام بجالائیں ممنوعات سے پرہیز کریں۔ رسول اللہ فرماتے ہیں سب سے پہلی خیر جو میری امت سے اٹھ جائے گی وہ خشوع ہوگا۔

...وَمَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ ...

اور انکی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کتاب اللہ کو بدل دیا تھوڑے سے مول پر اسے فروخت کر دیا۔

... فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ...

پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا تو انکے دل سخت ہو گئے

پس کتاب اللہ کو پس پشت ڈال کر رائے قیاس کے پیچھے پڑھ گئے اور از خود ایجاد کردہ اقوال کو ماننے لگے اور اللہ کے دین میں دوسروں کی تقلید کرنے لگے اپنے علماء اور روایتوں کی بے سند باتیں دین میں داخل کر لیں ان پر بد اعمالیوں کی سزا میں اللہ نے ان کے دل سخت کر دیئے

... وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (۱۶)

اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

کچھ ہی اللہ کی باتیں کیوں نہ سناؤ انکے دل نرم نہیں ہوتے۔ کوئی وعظ و نصیحت ان پر اثر نہیں کرتا، کوئی وعدہ و وعید ان کے دل اللہ کی طرف رجوع نہیں کر سکتا بلکہ ان میں سے اکثر و بیشتر فاسق اور کھلے بدکار بن گئے دل کے کھوٹے اور اعمال کے بھی کھپے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

فَبِمَا نَقُضِهِم مِّثْقَلُهُمْ لَعْنَهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا

مَّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ (5:13)

ان کی بد عہدی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت نازل کی اور ان کے دل سخت کر دیے یہ کلمات کو اپنی جگہ سے تحریف کر دیتے ہیں اور ہماری نصیحتیں بھلا بیٹھے ہیں۔

یعنی ان کے دل فاسد ہو گئے اللہ کی باتیں بدلنے لگ گئے، نیکیاں چھوڑ دیں، برائیوں میں منہمک ہو گئے، اسی لیے رب العالمین اس امت کو متنبہ کر رہا کہ خبردار! ان کی رنگت تم پر نہ چڑھ جائے۔ اصل و فرع میں ان سے بالکل الگ رہو۔

ابن ابی حاتم میں حضرت رفیع بن ابو عمیلہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

جب بنو اسرائیل کی البہامی کتاب پر کچھ عرصہ گزر گیا تو ان لوگوں نے کچھ کتابیں خود تصنیف کر لیں اور ان میں وہ مسائل لکھے جو انہیں پسند تھے یا اپنے ذہن سے انہوں نے وہ تراش لیے تھے۔ ان میں اکثر مسائل اللہ کی کتاب کے خلاف تھے۔ اب انہیں سوچھی کہ اور لوگوں کو بھی آمادہ کریں کہ ان ہی ہماری لکھی ہوئی کتابوں کو شرقی کتابیں سمجھیں اور مدعمل انہیں پر رکھیں۔

اب لوگوں کو اسی کی دعوت دینے لگے اور جو انکی کتابوں کو نہ مانتا اسے یہ تلکھیں دیتے حتیٰ کہ بعض کو قتل بھی کر ڈالتے۔ ان میں ایک شخص اللہ والے پورے عالم اور متقی تھے انہوں نے انکی طاقت سے اور زیادتی سے مرعوب ہو کر کتاب اللہ کو ایک لطیف چیز پر لکھ کر ایک نرسکھے میں رکھ کر اپنی گردن میں اسے ڈال لیا۔

ان لوگوں کا شر و فساد روز بروز بڑھتا جا رہا تھا یہاں تک کہ بہت سے ان لوگوں کو جو کتاب اللہ پر عامل تھے انہوں نے قتل کر دیا۔ پھر آپس میں مشورہ کیا یوں کہ اب تک ایک ایک کو قتل کرتے رہیں گے انکا بڑا عالم جو ہماری ان کتابوں کو نہیں مانتا اسے پکڑ کر اپنی ان کتابوں کو اس سے منواؤ اگر وہ مان لے گا تو پھر ہماری چاندی ہی چاندی ہے اور اگر وہ نہ مانے تو اسے قتل کر دو پھر تمہاری اس کتاب کا کوئی مخالف نہ رہے گا اور دوسرے لوگ اسے قبول کر کے ماننے لگیں گے۔

چنانچہ انہوں نے اس کتاب اللہ کے عالم کو پکڑا اور اس سے کہا کہ دیکھ ہماری اس کتاب میں جو ہے اسے سب کو تو مانتا ہے یا نہیں؟ ان پر تیرا ایمان ہے یا نہیں؟

اس بزرگ عالم نے کہا کہ اس میں تم نے کیا لکھا ہے؟ ذرا مجھے سناؤ تو انہوں نے سنایا اور کہا اس کو تو مانتا ہے؟ اس بزرگ کو اپنی جان کا ڈر تھا اس لیے جرأت کے ساتھ یہ تو نہ کہہ سکا کہ نہیں مانتا بلکہ اپنے اس نرسکھے کی طرف اشارہ کر کے کہا میرا اس پر ایمان ہے۔ وہ سمجھے کہ اسکا اشارہ ہماری کتاب کی طرف ہے۔ چنانچہ اسکی ایذا رسانی سے باز رہے لیکن اسکے اطوار و افعال سے کھکتے ہی رہے۔

جب ان بزرگ کا انتقال ہوا تو انہوں نے تفتیش شروع کی کہ ایسا نہ ہو اس کے پاس کتاب اللہ اور دین کے سچے مسائل کی کوئی کتاب ہو۔ آخر وہ نرسکھا انکے ہاتھ لگ گیا۔ پڑھا تو اس میں اصلی مسائل کتاب اللہ کے موجود تھے۔ اب بات بنائی کہ ہم نے تو کبھی یہ مسائل نہیں سنے ایسی باتیں دین کی نہیں چنانچہ زبردست فتنہ برپا ہو گیا اور وہ بہتر گروہ ہو گئے۔ اور ان سب میں جو گروہ راستی پر اور حق پر تھا وہ تھا جو اس نرسکھا والے مسائل پر عامل تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے یہ واقعہ بیان فرما کر کہا لو کہ! تم میں سے جو بھی باقی رہے گا وہ ایسے ہی امور کا معائنہ کرے گا اور بالکل بے بس ہوگا ان بری کتابوں کو مٹانے کی اس میں قدرت نہ ہوگی۔ پس ایسے مجبوری اور بے کسی کے وقت بھی اس کا یہ فرض تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ یہ ثابت کر دے کہ وہ انہیں سب کو برا جانتا ہے۔

عتریں بن عرقوب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابو عبداللہ! جو شخص بھلائی کا حکم نہ کرے اور برائی سے نہ روکے وہ ہلاک ہوا۔

آپ نے فرمایا ہلاک وہ ہوگا جو اپنے دل سے اچھائی کو اچھائی نہ سمجھے اور برائی کو برائی نہ جانے۔ پھر آپ نے بنی اسرائیل کا یہ واقعہ بیان فرمایا۔

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ...

یقین مانو کہ اللہ ہی زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جان رکھو مردہ زمین کو اللہ زندہ کر دیتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ سخت دلوں کی سختی کے بعد بھی اللہ انہیں نرم کرنے میں قادر ہے۔ گمراہیوں کی تہہ میں اتر جانے کے بعد بھی اللہ راہ راست پر لاتا ہے۔

... قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۱۷)

ہم نے تمہارے لیے اپنی آیتیں بیان کر دیں تاکہ تم سمجھو۔

جس طرح بارش خشک زمین کو تر کر دیتی ہے اسی طرح کتاب اللہ مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ دلوں میں جب کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا اچھا گیا ہو کتاب اللہ کی روشنی اسے دفعتاً منور کر دیتی ہے۔ اللہ کی وحی دل کے قفل کی کنجی ہے۔ سچا ہادی وہی ہے۔ گمراہی کے بعد راہ پر لانے والا جو چاہے کرنے والا حکمت و عدل والا لطف و خیر والا کبر و جلال والا بلندی و علو والا وہی ہے۔

درجات مومنین:

إِنَّ الْمُصَدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ ...

صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں ان کے لیے یہ بڑھایا جائے گا

...وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (۱۸)

اور ان کے لیے پسندیدہ اجر و ثواب ہے۔

فقیر مسکین محتاجوں اور حاجت مندوں کو خالص اللہ کی مرضی کی جستجو میں لوگ اپنے حلال مال نیک نیتی سے راہ الہی صدق دیتے ہیں ان کے بدلے بہت کچھ بڑھا چڑھا کر اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے گا۔ دس دس گئے اور اس سے بھی زیادہ سات سات سو تک بلکہ اس سے بھی سوا۔ ان کے ثواب بے حساب ہیں ان کے اجر بہت بڑے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ...

اللہ اور اس کے رسول پر جو ایمان رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں

اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والے ہی صدیق و شہید ہیں۔ ان دونوں اوصاف کے مستحق صرف با ایمان لوگ ہیں۔

بعض حضرات نے الشہداء کو الگ مانا ہے۔ غرض تین قسمیں ہوں گیں مصدقین صدیقین اور الشہداء۔ جیسے اور روایت میں ہے اللہ اور اس کے رسول کا اطاعت گزار انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہے جو نبی اور صدیق اور شہید اور صالح لوگ ہیں۔ پس صدیق و شہید میں یہاں بھی فرق کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو قسم کے لوگ ہیں۔ صدیق کا درجہ شہید سے یقیناً بڑا ہے۔

حضور کا ارشاد ہے:

إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْعُرْفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْعَابِرَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ،

جنتی لوگ اپنے سے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ہوئے مشرقی یا مغربی ستارے کو تم آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو۔

لوگوں نے کہا یہ درجے تو صرف انبیاء کے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا:

بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رَجُلًا آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ

ہاں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ بخاری و مسلم

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے:

إِنَّ أَرْوَاحَ الشَّهَدَاءِ فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ خَضِرٍ تَسْرُحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ أَطْلَاعَةً فَقَالَ: مَاذَا تُرِيدُونَ؟

شہیدوں کی روحمیں سبز رنگ پرندوں کے قالب میں ہوں گی۔ جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی پھریں گی اور رات کو قندیلوں میں سہارا لیں گی ان کے رب نے انکی طرف دیکھا اور پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟

فَقَالُوا: نُحِبُّ أَنْ تَرُدَّنَا إِلَى الدَّارِ الدُّنْيَا فَنُقَاتِلَ فِيكَ فَنُقْتَلَ، كَمَا قُتِلْنَا أَوَّلَ مَرَّةٍ،
انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج تاکہ ہم پھر تیری راہ میں جہاد کریں اور شہادت حاصل کریں۔

فَقَالَ: إِنِّي قَدْ قَضَيْتُ أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يَرْجِعُونَ
اللہ نے جواب دیا یہ تو میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی لوٹ کر پھر دنیا میں نہیں جائے گا۔

... لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ...
ان کے لیے انکا اجر اور انکا نور ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں اجر و نور ملے گا۔ جو نور ان کے سامنے رہے گا اور ان کے اعمال کے مطابق ہوگا۔
مسند احمد کی حدیث میں ہے:

شہیدوں کی چار قسمیں ہیں

رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدٌ الْإِيمَانِ، لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهَ فُقْتِلَ، فَذَلِكَ الَّذِي يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهِ هَكَذَا
وہ بے ایمان والا مؤمن جو اللہ کے دشمن سے بھڑ گیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ کٹڑے کٹڑے ہو گیا اسکا وہ درجہ ہے کہ اہل محشر
اس طرح سرائٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنا سر اس قدر بلند کیا کہ ٹوپی نیچے گر گئی۔
وَالثَّانِي مُؤْمِنٌ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَأَنَّمَا يُضْرَبُ ظَهْرُهُ بِسَوْكِ الطَّلْحِ، جَاءَهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فُقْتِلَهُ، فَذَلِكَ
فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ.

دوسرا وہ جو ہے ایماندار نکلا جہاد میں لیکن دل میں جرأت کم ہے کہ یکا یک تیرا لگا اور روح پرواز کر گئی۔ یہ
دوسرے درجے کا جنتی ہے شہید ہے۔

وَالثَّلَاثُ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهَ حَتَّى قُتِلَ، فَذَلِكَ
فِي الدَّرَجَةِ الثَّلَاثَةِ.

تیسرا نہ جس کے بھلے برے اعمال تھے لیکن رب نے اسے پسند فرمایا اور میدان جہاد میں کفر کے ہاتھوں
شہادت نصیب ہوئی یہ تیسرے درجے میں ہے۔

وَالرَّابِعُ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلَى نَفْسِهِ إِسْرَافًا كَثِيرًا، لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهَ حَتَّى قُتِلَ، فَذَلِكَ
فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ

چوتھا وہ جس کے گناہ بہت زیادہ ہیں جہاد میں نکلا اور اللہ نے شہادت نصیب فرما کر اپنے پاس بلوایا۔

... وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (۱۹)

اور جو کفر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔

ان لوگوں کا انجام بیان کر کے اب بد لوگوں کا نتیجہ بیان کیا کہ یہ جہنمی ہیں۔

دنیا عارضی اور فانی ہے:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ...

خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا زینت اور آپس میں فخر وغرور اور مال و اولاد

میں ایک کا دوسرے سے اپنے تئیں زیادہ بتلانا ہے۔

امرد دنیا کی تحفیر و توہین بیان ہو رہی ہے کہ اہل دنیا کو بجز لہو و لہب زینت و فخر اور اولاد و مال کی بہتات کی چاہت کے سوا اور

ہے ہی کیا؟ جیسے اور آیت میں ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَمِ وَالْحَرثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ (3:14)

لوگوں کے لئے نفسانی خواہشوں کی چیزوں کو زینت دی گئی ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور جمع کئے ہوئے خزانے

سونے اور چاندی کے اور نشاندہ ارگھوڑے اور چوپائے اور کھیتی

... كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ...

جیسے بارش اور اسکی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو

زرد رنگ دکھائی دینے لگتی ہے پھر تو بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے

یہاں حیات دنیا کی مثال بیان ہو رہی ہے کہ اسکی تازگی فانی ہے اور یہاں کی نعمتیں زوال پذیر ہیں۔

غیث کہتے ہیں اس بارش کو جو لوگوں کی ناامیدی کے بعد بر سے جیسے فرمان ہے:

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا (42:28)

اللہ وہ ہے جو لوگوں کی ناامیدی کے بعد بارش برساتا ہے۔

پس جس طرح بارش کی وجہ سے زمین کی کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ اہلہاتی ہوئی کسان کی آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں اسی طرح اہل دنیا اسباب دنیوی پر پھولتے ہیں لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی ہری بھری کھیتی خشک ہو کر زرد پڑ جاتی ہے پھر آخر سوکھ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح دنیا کی تروتازگی اور یہاں کی بہبودی اور ترقی بھی خاک میں مل جانے والی ہے۔

دنیا کی بھی یہی صورتیں ہوتی ہیں کہ ایک وقت جوان ہے پھر ادھیڑ ہے پھر بڑھیا ہے ٹھیک اسی طرح خود انسان کی حالت ہے اس کے بچپن جوانی اور ادھیڑ عمر اور بڑھاپے کو دیکھو۔ پھر اسکی موت اور فنا کو سامنے رکھیے۔ کہاں جوانی کا وقت کا اسکا جوش و خروش زور طاقت اور کس بل اور کہاں بڑھاپے کی کمزوری جھریاں پڑا ہوا جسم خمیدہ کمر اور بے طاقت ہڈیاں جیسے ارشاد باری ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا
وَسِنَّةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ (30:54)

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر اسکی کمزوری کے بعد قوت دی پھر اس قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا کر دیا وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور وہ عالم اور قادر ہے۔

... وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ...

اور آخرت میں سخت عذاب ہیں

... وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ...

اور اللہ کی مغفرت اور رضا مندی ہے

اس مثال سے دنیا کی فنا اور اسکا زوال ظاہر کر کے پھر آخرت کے دونوں منظر دکھا کر ایک سے ڈراتا ہے اور دوسرے کی رغبت دلاتا ہے پس فرماتا ہے مغفرت آئے والی قیامت اپنے ساتھ عذابوں اور سزاؤں کو لائے گی اور مغفرت اور رضا مندی رب کو لائے گی۔ پس تم وہ کام کرو کہ ناراضگی سے بچ جاؤ اور رضا حاصل کرو۔ سزاؤں سے بچ جاؤ اور بخشش کے حقدار بن جاؤ۔

... وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (۲۰)

دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے اسباب کے اور کچھ بھی تو نہیں۔

دنیا صرف دھوکے کی ٹٹی ہے اس کی طرف جھکنے والے پر آخر وہ وقت آ جاتا ہے کہ یہ اس کے سوا کسی اور چیز کا خیال ہی نہیں کرتا اسکی دھن میں روز و شب مشغول رہتا ہے۔ بلکہ اس کی والی اور زوال والی کینی دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگتا ہے۔ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ بسا اوقات آخرت کا منکر بن جاتا ہے۔

ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں:

ایک کوڑے برابر کی جنت کی جگہ ساری دنیا اور اسکی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ پڑھو قرآن فرماتا ہے:

دنیا تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے تم میں سے ہر ایک سے جنت اس سے بھی زیادہ قریب ہے جتنا تمہارا جوتی کا تسمہ اور اسی طرح جہنم بھی۔ بخاری

پس معلوم ہوا کہ خیر و شر انسان سے بہت نزدیک ہے اور اس لیے اسے چاہیے کہ بھلائیوں کی طرف سبقت کرے اور برائیوں سے منہ پھیر کر بھاگتا رہے تاکہ گناہ اور برائیاں معاف ہو جائیں اور ثواب اور درجے بلند ہو جائیں۔

سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ...

آؤ دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے

اسی لیے اس کے ساتھ ہی فرمایا دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور جنت کی طرف جسکی وسعت آسمان و زمین کی جنس کے برابر ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (3:133)

اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف سبقت کرو جسکی کشادگی کل آسمان اور ساری زمینیں ہیں جو پارسا لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

... أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ...

یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں

... ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ...

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے

... وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (۲۱)

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہاں فرمایا اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ یہ لوگ اللہ کے اس فضل کے لائق تھے اس لیے اس بڑے فضل و کرم والے نے اپنی نوازش کے لیے انہیں چن لیا اور ان پر اپنا پورا پورا احسان اور اعلیٰ انعام کیا۔

پہلے ایک حدیث بیان ہو چکی ہے کہ مہاجرین کے فقراء نے حضورؐ سے کہا یا رسول اللہ! مال دار لوگ تو جنت کے بلند درجوں کو ہینگلی والی نعمتوں کو پا گئے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیسے؟ تو کہا نماز روزہ اور ہم سب کرتے ہیں لیکن مال کی وجہ سے وہ صدقہ کرتے ہیں غلام آزاد کرتے ہیں جو مفلسی کی وجہ سے ہم سے نہیں ہو سکتا۔ تو آپؐ نے فرمایا:

أَفَلَا أَدْرَأَكُم عَلَىٰ شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ سَبَقْتُمْ مَن بَعْدَكُم، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُم إِلَّا مَن صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ:

تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتُحَمِّدُونَ ذُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ

آؤ میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاؤں کہ اس کے کرنے سے تم ہر شخص سے آگے بڑھ جاؤ، مگر ان سے جو تمہاری طرح خود بھی اس کو کریں لگیں۔ دیکھو تم ہر فرض نماز کے بعد تین تیس مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ اور اتنی ہی بار اللہ اکبر اور اسی طرح الحمد للہ۔ کچھ دنوں بعد یہ بزرگ پھر حاضر حضور ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! ہمارے مالدار بھائیوں کو بھی اس وظیفہ کی اطلاع مل گئی اور انہوں نے بھی اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا:

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اللہ نے تقدیر لکھی:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا ...

نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر کہ مخلوق کو ہم پیدا کریں اس سے پہلے ہی وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوتی ہے

... إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۲۲)

یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل ہی آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی خبر دے رہا ہے کہ جو اس نے مخلوقات کے رچانے سے پہلے ہی اپنی مخلوق کی تقدیر مقرر کی تھی تو فرمایا کہ زمین کے جس حصے میں کوئی برائی آئے یا جس کسی شخص کی جان پر کچھ آ پڑے اسے یقین رکھنا چاہیے کہ خلق کی پیدائش سے پہلے ہی علم اللہ میں مقرر تھا اور اس کا ہونا یقینی تھا۔

امام حسنؓ سے اس آیت کی بابت سوال ہوا تو فرمانے لگے سبحان اللہ! ہر مصیبت جو آسمان و زمین میں ہے وہ جانوں کی پیدائش سے پہلے ہی رب کی کتاب میں موجود ہے۔ اس میں کیا شک ہے؟

زمین کی مصیبتوں سے مراد خشک سالی قحط وغیرہ ہے اور جانوں کی مصیبت درد دکھ اور بیماری ہے۔ جس کسی کو کوئی خراش لگتی ہے یا الغرض پا سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا کسی سخت محنت سے پسینہ آ جاتا ہے یہ سب اسکے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ اور ابھی تو بہت سے گناہ ہیں جنہیں وہ غفور و رحیم اللہ بخش دیتا ہے۔ یہ آیت بہترین اور بہت اعلیٰ دلیل ہے قدر یہ تردید میں جن کا خیال ہے کہ سابق علم کوئی چیز نہیں اللہ انہیں ذلیل کرے۔

لَكَيْلًا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ...

تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اتر جاؤ۔

... وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (۲۳)

اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ہم نے تمہیں یہ خبر اس لیے دی ہے کہ تم یقین رکھو کہ جو تمہیں پہنچا وہ ہرگز کسی صورت نلنے والا نہ تھا۔ پس مصیبت کے وقت صبر و شکر سہارا وثابت قدمی مضبوط دلی اور روحانی قوت تم میں موجود ہے۔ ہائے وائے بے صبری اور بے ضبطی تم سے دور ہے۔ جزع فزع تم پر چھانہ جائے۔ تم اطمینان سے رہو کہ یہ تکلیف تو آنے وال تھی ہی۔ اسی طرح اگر مال و دولت غلبل جائے تو اس وقت آپ سے باہر نہ ہو جاؤ اسے اللہ تعالیٰ کا عطیہ مانو تکبر اور غرور تم میں نہ آ جائے ایسا نہ ہو کہ دولت و مال وغیرہ کے نشے میں پھول جاؤ اور اللہ کو بھول جاؤ۔ اس لے کہ اس وقت بھی ہماری یہ تعلیم تمہارے سامنے ہوگی کہ یہ میرے دست و بازو کا میری عقل و ہوش کا نتیجہ نہیں بلکہ خالق و رازق کا ہے۔

ایک قرأت اس کی **انکم** ہے دوسری **انکم** ہے اور دونوں میں تلازم ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے جی میں اپنے ہمیں بڑا سمجھنے والے دوسروں پر فخر کرنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

حضرت ابن عباس کا فرمان ہے کہ رنج و راحت خوشی غم میں تو ہر شخص آتا ہے خوشی کو شکر میں اور غم کو صبر میں گزار دو۔

الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبَخْلِ ...

جو خود بھی بخل کریں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم دیں

...وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (۲۴)

سنو! جو بھی منہ پھیر لے اللہ بے نیاز اور لائق حمد و ثنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ لوگ خود بھی بخیل اور خلاف شرع کام کرنے والے ہیں اور دوسروں کو بھی یہی برار استہ بتلاتے ہیں۔ جو شخص اللہ کے حکم برداری سے ہٹ جائے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا کیوں کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے و ہر طرح سزاوار ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

إِن تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ (14:8)

اگر تم اور تمام روئے زمین کے انسان کافر ہو جائیں تو بھی اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ ساری مخلوق سے غنی ہے اور مستحق حمد ہے۔

پیغمبروں پر معجزات کے نزول:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَفُومَ النَّاسُ
بِالْقِسْطِ ...

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور انصاف نازل
فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو معجزے دے کر اور ظاہر جمہیں عطا فرما کر اور بھر پور دلائل دے کر دنیا میں مبعوث
فرمایا۔ پھر ساتھ ہی کتاب بھی انہیں دی جو کھری اور صاف سچ ہے اور عدل و حق دیا جس سے ہر عقلمند انسان انکی باتوں کے قبول
کر لینے پر فطرتاً مجبور ہو جاتا ہے۔ ہاں بیمار رائے والے اور خلاف عقل والے اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جیسے اور جگہ ہے:

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (11:17)

جو شخص اپنے رب کی طرف کی دلیل پر ہوا اور ساتھ ہی اس کے شاہد بھی ہو۔

اور جگہ ہے:

فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (30:30)

اللہ کی یہ فطرت ہے جس پر مخلوق کو اس نے پیدا کیا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (55:7)

آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان رکھ دی۔

پس یہاں فرمان ہے یہ اس لیے کہ لوگ حق و عدل پر قائم ہو جائیں یعنی اتباع رسول کرنے لگیں، امر رسول بجالائیں۔
رسول ہی کی تمام باتوں کو حق سمجھیں کیونکہ اس کے سوا سراسر حق کسی اور کا کلام نہیں جیسے فرمان ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا (6:115)

تیرے رب کا کلمہ جو اپنی خبروں میں سچا اور اپنے احکام میں عدل والا ہے پورا ہو چکا۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایماندار جنّتوں میں پہنچ جائیں گے اللہ کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائیں گے تو کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے
ہمیں اسکی ہدایت کی اگر اسکی ہدایت نہ ہوتی تو ہم اس راہ نہیں لگ سکتے تھے ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس حق لائے تھے۔

لوہا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے:

... وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ ...

اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت و لڑائی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے منکرین حق کی سرکوبی کے لیے لوہا بنایا ہے۔ یعنی اولاً تو کتاب و رسول اور حق سے حجت قائم کی پھر ٹیڑھے دل والوں کی کجی نکالنے کے لیے لوہے کو پیدا کر دیا کہ اس کے ہتھیار بنیں اور اللہ کے دوست حضرات اللہ تعالیٰ کے دشمن کے دل کا کانا نکال دیں۔

یہی نمونہ حضورؐ کی زندگی میں بالکل عیاں نظر آتا ہے کہ مکہ شریف کے تیرہ سال مشرکین کو سمجھانے بھگانے توحید و سنت کی دعوت دینے انکے بد عقائد کی اصلاح کرنے میں گزارے۔ خود اپنے اوپر مصیبتیں جھیلیں لیکن جب یہ حجت ختم ہو گئی تو شرع نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی۔

پھر حکم دیا کہ اب ان مخالفین سے جنہوں نے اسلام کی اشاعت کو روک رکھا ہے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا ہے ان کی زندگی دو بھر کر دی ہے ان سے باقاعدہ جنگ کروا کی گئی کہ انہیں مار ڈالو اور ان مخالفین وحی الہی سے زمین کو پاک کرو۔
مسند احمد اور ابوداؤد میں ہے رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

بُعِثْتُ بِالسِّفِّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ حَتَّى يُعْبَدَ اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الدَّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ نَسَبَهُ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

قیامت کے آگے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں یہاں تک کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی ہی عبادت کی جائے۔ اور میرا رزق میرے نیزے کے سایہ تلے رکھا گیا ہے اور کمینہ پن اور ذلت ان لوگوں پر ہے جو میرے حکم کا خلاف کریں اور جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔

پس لوہے سے لڑائی کے ہتھیار بنتے ہیں جیسے تلوار نیزے چھریاں تیر زہر ہیں وغیرہ۔

... وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ...

اور لوگوں کے لیے اور بھی بہت سے فائدے ہیں

اور لوگوں کے لیے اس کے علاوہ بھی بہت سے فائدے ہیں جیسے سلعے کدال پھاڑے آ رہے کھیتی کے آلات بننے کے آلات پکانے کے برتن روٹی کے توے وغیرہ اور بہت سی ایسی ہی چیزیں جو انسانی زندگی کی ضروریات سے ہیں۔
حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں تین چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آئیں نہائی، سنسی اور ہتھوڑا۔ ابن جریر

... وَلْيَعْلَمْ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلُهُ بِالْغَيْبِ ...

اور اس لیے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے

...إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (۲۵)

اللہ ہے قوت والا اور زبردست۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جان لے کہ ان ہتھیاروں کے اٹھانے سے اللہ رسول کی مدد کرنے کا نیک ارادہ کس کا ہے؟ اللہ قوت و غلبہ والا ہے اسکے دین کی جو مدد کرے وہ اسکی مدد کرتا ہے اس نے جہاد تو صرف اپنے بندوں کی آزمائش کے لیے مقرر فرمایا ورنہ غلبہ و نصرت تو اسی کی طرف سے ہے۔

حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کا ذکر:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ ...

بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی

... فَمِنْهُمْ مَّهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (۲۶)

تو ان میں سے کچھ تو راہ یافتہ ہوئے اور ان میں اکثر نافرمان رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس فضیلت کو دیکھنے کہ حضرت نوح کے بعد سے لے کر حضرت ابراہیم تک جتنے پیغمبر آئے سب آپ ہی کی نسل سے آئے۔ اور پھر حضرت ابراہیم کے بعد جتنے نبی اور رسول آئے سب کے سب آپ ہی کی نسل سے ہوئے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ (29:27)

اور ہم نے نبوت اور کتاب انکی اولاد میں ہی کر دی

یہاں تک کہ بنو اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے حضور محمد کی خوشخبری سنائی۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ...

ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے درپے رہتے اور بیان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی

... وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ...

اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور رحم پیدا کر دیا ہے

پس نوح اور ابراہیم صلوات اللہ علیہما کے بعد برابر رسولوں کا سلسلہ جاری رہا حضرت عیسیٰ تک جنہیں انجیل ملی اور جنگی تابع فرمان امت رحمہم دل و رزوم مزاج واقع ہوئی۔ خشیت الہی اور رحمت خلق کے پاک اوصاف سے متصف۔

... وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاَهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءً ...

ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے از خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر اسے واجب نہ کی تھی پھر نصرانیوں کی ایک بدعت کا ذکر ہے جو انکی شریعت میں نہ تھی لیکن انہوں نے خود اپنی طرف سے اسے ایجاد کر لیا تھا۔

... رَضْوَانَ اللّٰهِ ...

لیکن انکی نیت اللہ کی رضا جوئی تھی

اس جملے کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مقصد انکا نیک تھا اللہ کی رضا جوئی کے لیے یہ طریقہ نکالا تھا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ حضرت قتادہؓ کا یہی قول ہے۔

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے ان پر اسے واجب نہ کیا تھا ہم نے ان پر صرف اللہ کی رضا جوئی واجب کی تھی۔

... فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ...

سو انہوں نے اسکی پوری رعایت نہ کی پھر بھی ہم نے ان میں جو ایمان لائے تھے انہیں انکا اجر دیا

... وَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (۲۷)

ان میں زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اسے بھی نبھانہ سکے جیسا چاہیے تھا ویسے اس پر بھی نہ جسے پس دوہری خرابی آئی ایک اپنی طرف سے ایک نئی بات دین الہی میں ایجاد کرنے کی دوسری اس پر بھی قائم نہ رہنے کی۔ یعنی جسے وہ خود قرب الہی کا ذریعہ اپنے ذہن سے سمجھ بیٹھے تھے بالآخر اس پر بھی پورے نہ اترے۔

ابن ابی حاتم میں ہے حضورؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو پکارا اور فرمایا سنو!

بنی اسرائیل کے بہتر گروہ ہو گئے جن میں سے تین نے نجات پائی۔

پہلے فرقے نے تو بنی اسرائیل کی گمراہی دیکھ کر ان کی ہدایت کے لیے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر انکے بڑوں کو تبلیغ شروع کی لیکن آخر وہ لوگ جدال و قتال پر آئے اور بادشاہ اور امراء نے جو اس تبلیغ سے بہت گھبراتے تھے ان پر لشکر کشی کی اور انہیں قتل بھی کیا اور قید بھی کیا۔ ان لوگوں تو نجات حاصل کر لی۔

پھر دوسری جماعت کھڑی ہوئی ان میں مقابلے کی طاقت تو نہ تھی تاہم اپنے دین کی قوت سے سرکشوں اور بادشاہوں کے دربار میں حق کوئی شروع کی اور اللہ کے سچے دین اور حضرت عیسیٰ کے مسلک اصلی کی طرف انہیں دعوت دینے لگے، ان پدزنیوں نے انہیں قتل بھی کرایا آروں سے بھی چہرا اور آگ میں بھی جلا یا جسے اس جماعت نے صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیا اور نجات حاصل کی۔

پھر تیسری جماعت اٹھی یہ ان سے بھی زیادہ کمزور تھے ان میں طاقت نہ تھی کہ اصل دین کے احکام کی تبلیغ ان ظالموں میں کریں اس لیے انہوں نے اپنے دین کا بچاؤ اسی میں سمجھا کہ جنگوں میں نکل جائیں اور پہاڑوں پر چڑھ جائیں عبادت میں مشغول ہو جائیں اور دنیا کو ترک کر دیں اور انہی کا ذکر رہبانیت والی آیت میں ہے۔

یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہے اس میں تہتر فرقوں کا بیان ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اجرانہیں ملے گا جو مجھ پر ایمان لائیں اور میری تصدیق کریں اور ان میں کے اکثر جو فاسق ہیں وہ ہیں جو مجھے جھٹلائیں اور میرے خلاف کریں۔

ابو بعلی میں ہے کہ لوگ حضرت انس بن مالکؓ کے پاس مدینہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی خلافت کے زمانے میں آئے۔ آپ اس وقت امیر مدینہ تھے۔ جب یہ آئے اس وقت حضرت انسؓ نماز ادا کر رہے تھے اور بہت ہلکی نماز پڑھ رہے تھے جیسے مسافر کی نماز ہو یا اس کے قریب قریب۔ جب سلام پھیرا تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے فرض نماز پڑھی یا نفل؟ فرمایا فرض اور یہی نماز رسول اللہؐ کی تھی۔ میں نے اپنے خیال سے اپنی یاد برابر تو اس میں کوئی خطا نہیں کی۔ ہاں اگر کچھ بھول گیا ہوں تو اس کی بابت نہیں کہہ سکتا۔ حضورؐ کا فرمان ہے:

اپنی جانوں پر سخت نہ کرو ورنہ تم پر سختی کی جائے گی۔ ایک قوم نے اپنی جانوں پر سختی کی اور ان پر بھی سختی کی گئی پس انکی بقایا خاٹھا ہوں میں اور ایسے ہی گھروں میں اب بھی دیکھ لو۔ یہ تھی وہ سختی کی ترک دنیا جو اللہ نے ان پر واجب نہیں کی تھی۔ دوسرے دن ہم لوگوں نے کہا آئے سوار یوں پر چلیں اور دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا بہت اچھا۔ پس سب سوار ہو کر چلے اور کئی ایک بستیاں دیکھیں جو بالکل اجڑ گئی تھیں اور مکانات اوندھے پڑے ہوئے تھے تو ہم نے کہا ان شہروں سے آپ واقف ہیں؟ فرمایا خوب اچھی طرح بلکہ ان کے باشندوں سے بھی۔ انہیں سرکشی اور حسد نے ہلاک کیا۔ حسد نیکیوں کے نور کو بجھا دیتا ہے اور سرکشی اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ آکھ کا بھی زنا ہے۔ ہاتھ اور قدم اور زبان کا بھی زنا ہے۔ اور شرمگاہ اسے سچاتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

مسند احمد میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَهْبَانِيَّةٌ، وَرَهْبَانِيَّةٌ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ہر نبی کے لیے رہبانیت تھی اور میری امت کی رہبانیت اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

ایک شخص حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے مجھے کچھ وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھ سے وہ سوال کیا جو میں نے رسول اللہؐ سے کیا تھا۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں:

- اللہ سے ڈرتے رہنے کی۔ یہی تمام نیکیوں کا سر ہے
 - اور تو جہاد کو لازم پکڑے رہے یہی اسلام کی رہبانیت ہے۔
 - اور ذکر اللہ اور تلاوت قرآن پر مداومت کر یہی تیری راحت و روح ہے آسمانوں میں اور تیری یاد ہے زمین میں۔
- مسند احمد

اہل کتاب منومن کے لئے دوہرا اجر ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ ...

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

... يُؤْتِكُمْ كَفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ ...

اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے

... وَيَغْفِرْ لَكُمْ ...

اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا

... وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۲۸)

اللہ بخشنے والا اور مہربانی والا ہے۔

کتاب کے مومن ہیں اور انہیں دوہرا اجر ملے گا۔ جیسے کہ سورۃ ق کی آیت میں ہے۔

اور جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے:

ثَلَاثَةٌ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ:

تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ دوہرا اجر دے گا۔

- وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ،

- رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ،

ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا پھر مجھ پر بھی ایمان لایا اسے دوہرا اجر ہے۔

اور وہ غلام جو اپنے آقا کی تابعداری کرے اور اللہ کا حق بھی ادا کرے اسے بھی دوہرا اجر ہیں۔

- وَرَجُلٌ أَدَّبَ أَمْنَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ

اور وہ شخص جو اپنی لونڈی کو ادب سکھائے اور بہت اچھا ادب سکھائے۔ یعنی شرعی ادب پھر اسے آزاد کر دے

اور نکاح کر دے۔ وہ بھی دوہرا اجر کا مستحق ہے۔ بخاری و مسلم

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں:

جب اہل کتاب اس دوہرے اجر پر فخر کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس امت کے حق میں نازل فرمائی: پس انہیں دوہرے اجر کے بعد نور ہدایت دینے کا بھی وعدہ کیا اور مغفرت کا بھی۔ پس نور اور مغفرت انہیں زیادہ ملی۔ ابن جریر یہ آیت اسی مضمون کی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (8:29)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو وہ تمہارے لیے فرقان کرے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں معاف فرمادے گا اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے دریافت فرمایا کہ تمہیں ایک نیکی پر زیادہ سے زیادہ کس قدر فضیلت ملتی ہے؟ اس نے کہا ساڑھے تین سو تک۔ آپ نے اللہ کا شکر کیا اور فرمایا ہمیں تم سے دوہرا ملا۔ حضرت سعیدؓ نے اسے بیان فرما کر یہی آیت پڑھی اور فرمایا اسی طرح جمعہ کا دوہرا اجر ہے۔

مسند احمدؓ کی حدیث میں ہے:

تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند مزدور کسی کام پر لگانے چاہے اور اعلان کیا کہ کوئی ہے جو مجھ سے ایک قیراط لے اور صبح کی نماز سے لے کر آدھے دن تک کام کرے؟ پس یہود تیار ہو گئے۔

اس نے پھر کہا ظہر سے عصر تک اب جو کام کرے اسے میں ایک قیراط دوں گا۔

اس پر نصاریٰ تیار ہوئے کام کیا اور اجرت لی۔

اس نے پھر کہا اب عصر سے مغرب تک جو کام کرے میں اسے قیراط دوں گا۔ پس وہ تم مسلمان ہو۔

اس پر یہود و نصاریٰ بہت گزبے اور کہنے لگے کام ہم نے زیادہ کیا اور دام انہیں زیادہ ملے ہمیں کم دیا گیا۔ تو انہیں جواب ملا:

میں نے تمہارا کوئی حق تو نہیں مارا؟ انہوں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں ہوا۔ جواب ملا کہ پھر یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں۔

ۛۛ لِنَلَّا يَٰعَلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ اَلَا يَفْقِرُونَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ ...

یہ اس لیے کہ اہل کتاب جان لیں کہ اللہ کے فضل کے کسی حصے پر بھی انہیں اختیار نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اس لیے کہ اہل کتاب یقین کر لیں کہ اللہ جسے دے یہ اس کے لوٹانے کی اور جسے نہ دے اسے دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے۔

...وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ...

اور یہ کہ سارا فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے وہ جسے چاہے دے

... وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (۲۹)

اور اللہ ہی ہے بڑے فضل والا۔

اور اس بات کو بھی جان لیں کہ فضل و کرم کا مالک صرف وہی پروردگار ہے۔ اس کے فضل کا کوئی اندازہ اور حساب نہیں لگ سکتا۔



© Copy Rights:

Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana

Lahore, Pakistan

www.quran4u.com